ڈاکٹر فرمان فتح پوری

''قیدی سانس لیتا ہے''............میری نظر میں

اردو افسانہ پریم چند، سلطان حیدر جوش، اور سجاد حیدر یلدرم وغیرہ کے ہاتھوں وجود میں آیا اور ان افسانہ نگاروں کے مخصوص ثقافتی مزاج اور تہذیبی ذہن کے سبب ایک عرصے تک عموماً خیالی و تصوراتی لذت یابی کا وسیلہ بنا رہا۔ پریم چند کے استثناء کے ساتھ، سبھی نے زبان و بیان کی دلآویزی اور تخیل کی گلکاری کی مدد سے اردو افسانے کو خوش رنگ و لذت افروز بنائے رکھا۔ بعد ازاں ترقی پسند افسانہ نگاروں کا گروہ سامنے آ گیا اور اس میں سے بیشتر نے حقیقت نگاری و جرأت اظہار کے نام پر واقعاتی اور رپورتاژی بیانات ہی کو افسانے یا کہانی کا نام دے دیا۔

بایں ہمہ کہانی میں کہانی پن کا عنصر کسی نہ کسی شکل میں شامل رہا۔ یہ سلسلہ کم و بیش گزشتہ صدی کی ساتویں دہائی تک چلا، پھر ایک نظریاتی بھونچال آیا اور اردو افسانہ حسیت و جدیدیت کے جال میں پھنس گیا اور اس طرح پھنسا کہ ایک عرصے تک ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہا۔ اس تڑپ نے آخر کار اپنا رنگ دکھایا اور کہانی کو سہارا دینے کے لیے، مطالعے کی ثروت مندی اور مثبت انقلابی و سماجی سوچ کے ساتھ کچھ ایسے لکھنے والے سامنے آ گئے کہ ان کے سہارے اردو افسانہ، تاریک گلیوں سے نکل کر تازہ دہی اور تازہ ہوا کے جھونکوں کے ساتھ زندگی کی شاہراہ پر آ گیا۔

زاہدہ حنا، دراصل اسی شاہراہ کی ایک مسافر ہیں، اس راستے پر چلنے والوں میں بہت سے دوسرے بھی ہیں لیکن زاہدہ حنا کی روش، ان سب سے الگ ہے اس کی وجہ زاہدہ کی زندگی کے حسی تجربے، شخصیت کے ترکیبی عناصر اور مطالعے کے موضوعات اوروں سے بہت مختلف ہیں۔ ان کا بچپن اور لڑکپن جس دینی اور ثقافتی ماحول میں گزرا، ان کی

ازدواجی زندگی جس نوع کے طلسم الم ونشاط میں بسر ہوئی اور پھر جس معاشی و معاشرتی جبر کے تحت انھیں قلم کی مزدوری کرنی پڑی ، وہ صرف اور صرف زاہدہ حنا کے تجربے کا حصہ ہیں ۔ان تجربوں نے زاہدہ حنا کے افسانوں میں طرح طرح سے جگہ پائی ہے اور ان کے افسانوں کی بنت میں اہم کردار ادا کیا ہے چنانچہ منصفانہ تفصیل میں جانے کے لیے زاہدہ حنا کے افسانوں کی ان جملہ تحریروں ،یعنی افسانوں کے ساتھ ساتھ ،ان کے کالموں اور ان کے ادبی وتنقیدی مقالوں ،خصوصاً اس نوع کے فکر انگیز وجرأت مندانہ مقالوں کو جس کی ایک تازہ مثال بہ عنوان ''زبان کا زخم'' ''ارتقا'' کے تازہ ترین شمارے میں ملتی ہے ،نظر میں رکھنا ضروری ہے ۔لیکن میں اپنی دلی خواہش کے باوجود اس وقت اپنی کمزور صحت اور خام مطالعے کے سبب زاہدہ حنا اور ان پر عادلانہ تجزیے کے ساتھ کوئی مفصل مضمون لکھنے سے قاصر ہوں ،''قیدی سانس لیتا ہے'' کی روشنی میں کچھ عرض کر رہا ہوں ۔

عرض بھی کیا کرنا ہے ،''قیدی سانس لیتا ہے'' میں جو کچھ ہے اور اس کچھ کے بارے میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ سب کچھ تو خود زاہدہ حنا نے کتاب کے آغاز ہی میں حد درجہ بلیغ انداز میں اس طور پر کہہ دیا ہے

'' عورت ہونا ''

'' کہانیاں لکھنا ''

'' اختلاف کرنا ''

یہ ہمارے معاشرے کی تین خرابیاں ہیں اور میں ان کا ہی مجموعہ ہوں ۔

ان خرابیوں کو،ان کے جملہ سماجی وسیاسی محرکات ،عوامل وعواقب اور ان کے اثرات ونتائج کو اپنے افسانوں میں جگہ دینے کی کارگر کوشش میں زاہدہ حنا نے کیسا خون تھوکا ہے اور ''قیدی'' کو سانس لینا کتنا دوبھر ہو گیا ہے کو سمجھنا سمجھانا ،محسوس کرنا اور محسوس کرانا ،زاہدہ کے ناقدوں کا کام ہے ۔میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ کام آسان نہیں کم از کم میرے لیے تو بہت مشکل ہے لیکن اس مشکل کو مجھ جیسے اردو افسانہ کے قاری کے

Scanned by CamScanner

لیے زاہدہ حنا نے یوں آسان بنا دیا ہے کہ انھوں نے ان مسائل کے حوالے سے ہمیں پلاٹ، پلاٹ کے پس منظر، کرداروں کی غلام گردش، کردار نگاری کی صنعت گری اور مقصد و نظریے کی بھول بھلیوں میں نہیں پھنسایا بلکہ کہانی پن کو اپنے فن کی اساس بنا کر دل کش بیانیہ اسلوب کے ذریعے اپنی بات ہمارے دلوں میں اتار دی ہے۔

''قیدی سانس لیتا ہے'' زاہدہ حنا کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس میں کل تیرہ کہانیاں ہیں، یہ کہانیاں آج کے انسان کے گھمبیر مسائل کی ترجمان ہیں، یہ کہانیاں نہ تو کسی کا دل بہلانے والی رومانی فضا میں سانس لے رہی ہیں اور نہ معاملات حسن و عشق کے چونچلوں کی عکاسی کر رہی ہیں بلکہ ان کہانیوں میں کہانی نگار کی مرتی ہوئی زندگی کی سچی دھڑکنیں سنائی دے رہی ہیں۔ یہ دھڑکنیں خواب آور لوریاں بن کر قاری کو سلاتی نہیں ہیں بلکہ اسے خواب سے چونکا کر زندگی کی نئی راہ پر گامزن کر دیتی ہیں۔ کہانی سننے والا سوچتا ہوا چلتا رہتا ہے اور قدم کو تیز تیز یوں اٹھاتا ہے جیسے وہ واقعی کہانی کار کا ہم سفر بن گیا ہے۔

ان افسانوں کے مطالعے سے ایک خاص بات جو مجھ پر منکشف ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ زاہدہ حنا نے مذہب، تاریخ، اساطیر اور ادب کا وسیع مطالعہ کیا ہے بلکہ ان سے بھر پور استفادہ کیا ہے اور حسب ضرورت اسے اپنے فکر و فن کا حصہ بنایا ہے، تبھی تو ان کے افسانوں میں انسانی نفسیات اور مسائل حیات کے رموز و نکات تاک جھانک لگائے رہتے ہیں اور قاری کو اپنی گرفت میں بہر طور لیے رہتے ہیں۔ اب اس زاویہ سے قیدی سانس لیتا ہے پر نظر ڈالیے تو اندازہ ہوگا کہ جن امور کا ذکر اوپر آیا ہے وہ

زیتون کی ایک شاخ

شیریں چشموں کی تلاش

جل ہے سارا جال

زرد ہوائیں زرد آوازیں

رنگ تمام خوں شدہ

Scanned by CamScanner

میں بطور خاص نمایاں ہیں، ان افسانوں کا بیانیہ انداز ایسا دل نشیں ہے کہ افسانہ نگار کو محض افسانہ نگار نہیں ایک بڑا افسانہ نگار اور عہد کے صف اول کا افسانہ نگار کہنا پڑتا ہے۔ ان افسانوں سے یہ بھی عیاں ہے کہ زاہدہ حنا نہ صرف یہ کہ اپنے افسانوں میں زندگی کے کسی خاص پہلو، خاص زاویے یا رخ کو کسی خاص واقعے یا کردار کے حوالے سے سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں بلکہ اپنے قاری کو بھی اس کے نتیجے یا انجام یا کسی چونکا دینے والی کیفیت سے دو چار کر دیتی ہیں چنانچہ ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ زاہدہ حنا اپنے لطیف و دلکش انداز بیان، اور نرم لہجے میں وہ سب کچھ نہایت خوبصورتی سے کہہ دیتی ہیں جو وہ کہنا چاہتی ہیں اور پھر اس کمال فن کے ساتھ کہ ان کے یہاں زندگی اور معاشرے سے متعلق چھوٹے چھوٹے اور معمولی تجربات گہرے فکر و احساس کی تہذیبی رویوں میں عشق پیچاں کی بیل کی طرح لپٹے رہتے ہیں اور پھر یہ بیل زاہدہ حنا کے قاری کے دل و دماغ کے لیے توجہ کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner